B.A, Part-2, URDU (Hons)

Paper- 4 (Prose)

Topic: Inshaiya" Marne ke Baad" Ka Jaeza

Notes By:

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

انجم مانپوری کا انشائیہ "مرنے کے بعد" کا جائزہ

انجم مانپوری نے بڑی بے تکلفی سے زندگی کے ہر مراحل، زندگی کے واقعات اور واردات کو اپنے قلم سے طنز وظرافت کے انداز میں جلوہ گر کیا ہے۔ انجم مانپوری کسی بھی واقعات کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بصارت وسماعت دونوں محظوظ ہونے لگتے ہیں۔ مضحکہ خیز صورت حال پیدا کر کے وہ سماعت کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ان کی باتوں کو سن کر محظوظ ہوں۔ انجم مانپوری کے بیان میں ایک طرح کی معنویت ہوتی ہے۔ وہ الفاظ ومحاورات کا استعمال برمحل اور برجستہ کرتے ہیں۔ اکثر وبیشتر ٹھیٹھ مقامی محاورات کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ ان کا لب ولہجہ فطری اور غیر تصنع ہوتا ہے۔ اپنے انشائیہ "مرنے کے بعد" میں ایک فطری واقعات کو انجم صاحب نے سبق آموز بنا دیا ہے۔ اس انشائیہ میں انجم صاحب اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں۔ انسان اپنی زندگی سے کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی اسے بہت غم بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ آدمی کبھی روتا ہے تو کبھی ہنستا بھی ہے۔ انجم مانپوری سے اردو میں ظرافت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ انجم مانپوری ایک اعلی پایہ کے مزاح نگار تھے۔ ان کے مزاحیہ مضامین اور افسانوں نے ان کو ملک گیر شہرت دی۔ وہ اپنی تحریروں میں سادہ، صاف اور روزمرہ کی زبان استعمال کرتے تھے۔ ظرافت اور طنز کی آمیزش نے ان کی طرز نگارش کو دلکش بنا دیا ہے۔ انجم صاحب بات ہی بات میں بڑے اہم اور پتہ کی بات کہہ جاتے ہیں۔ انجم مانپوری اپنے خیالات کی ترجمانی طنز ومزاح کے شگفتہ پیرایہ میں کرتے تھے۔ انجم صاحب نے اپنے مخصوص انداز اور اسلوب سے مزاح کو قبولیت کا درجہ دیا۔ وہ سنجیدہ مزاج ادیب وشاعر تھے۔

انجم صاحب ایک دن جنازہ اور تجہیز وتکفین میں شریک ہو کر لوٹے اور رات میں نیند میں ایک خواب دیکھا جس میں ان

کے دوست واحباب کوان کے مرنے کی خبر دی جاتی ہے۔ پرائے اپنی فکر کرتے ہیں کہ ان کی کفالت کون کرے گا۔ان کے مرنے کی کسی کو کوئی فکر نہیں تھی۔ جب شہر میں خبر کر دی جاتی ہے تو ان کی روح بھی ساتھ ہو لیتی ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کے دوست و احباب پر کیا اثر ہوتا ہے لیکن یہ دیکھ کر ان کو دکھ ہوتا ہے کہ کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا،سب اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ انجم صاحب کی موت کی خبر ان پر کوئی اثر نہیں کرتی اور ایسا لگتا ہے کہ کوئی بڑا سانحہ نہیں ہوا،بس ایک معمولی سی بات ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر انجم صاحب بہت خوش ہوتے ہیں کہ جنازے میں بہت بھیڑ جمع ہوئی لیکن یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ سارے لوگ جنازہ پڑھنے کے بعد اپنے اپنے راستے چل دیئے اور بہت کم لوگ مجبوراً قبرستان تک گئے۔صرف پندرہ بیس آدمی بے موقع پھنس جانے کی وجہ سے ساتھ رہ گئے۔مختصر ایہ کہ جب ان کا جنازہ قبرستان پہنچا تو قبر کی تیاری میں ابھی آدھا گھنٹہ دیر ہونے کی وجہ سے سب لوگوں نے کہا کہ کیسا انتظام ہے کہ ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی۔ چنانچہ کچھ حضرات بغیر دفن کئے واپس چلے گئے۔انجم صاحب کی روح پریشان ہے کہ لوگوں کو میت یا لاش کی پرواہ نہیں اور قبر کے المناک منظر کی پرواہ نہیں اور لوگ دنیاوی باتوں اور ہنسی مذاق میں اپنا وقت گذار رہے ہیں۔: میری کسی کو پرواہ نہیں۔انجم مانپوری لکھتے ہیں

یہ کیفیت دیکھ کر میری روح غصہ میں چلا چلا کر ان بھگوڑوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی بے مروتو،منافقو،خودغرضو" کب تک قبرستان سے بھاگوگے"۔

انجم مانپوری انتہائی غیظ وغضب کے عالم میں چلا رہے تھے تب ان کا نوکر ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھا رہا تھا کہ سرکار نیند میں کیا بڑبڑا رہے ہیں، اٹھئے دن کافی نکل گیا ہے۔اس نوکر نے گھر کے لوگوں کو بلالیا کہ دیکھئے سرکار نیند میں بڑبڑا رہے ہیں کہ منافقو،خود غرضو،قبرستان سے کب تک بھاگوگے۔اتنے میں، میں اٹھ کر بیٹھ گیا کہ میں یعنی انجم صاحب صحیح وسالم زندہ ہیں اور انہیں ایسا لگا کہ ان کو دوبارہ زندگی ملی ہو۔انجم مانپوری نے اپنے اس انشائیہ کو اتنے پر ہی ختم نہیں کیا بلکہ اس سے آگے یہ کہتے ہیں کہ میرے اس پریشان کن خواب کی مبالغہ آمیز خبر شہر میں پھیلا دی گئی کہ واقعی انجم صاحب کی روح پرواز کر گئی تھی اور پھر عالم بالا سے لوٹ آئی،وہ دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں۔اب لوگ ان کے پاس آکر موت کے بعد دوزخ اور جنت کا حال پوچھنے لگے۔دراصل انجم مانپوری اپنے اس انشائیہ سے لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ لوگ اپنے کردار اور حالات کو سمجھیں کہ وہ اس دنیا سے جانے والے ہیں اور یہ سوچیں کہ اپنے احباب کی خاطر جھوٹی گواہی اور نہ جانے کیا کیا کرتے ہیں لیکن جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کے ان ہی عزیزوں اور دوستوں کی آنکھ بدل جاتی ہے اور وہی لوگ ان کے جنازہ تک میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے اور ایسا برتاؤ کرتے ہیں کہ دوست کی لاش بھوت بن کر گلا دبانے کو تیار ہو۔اس طرح بغیر فاتحہ پڑھے بھاگنا کیا بتاتا ہے۔اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں تک عام انسانوں کی رسائی ممکن نہیں، وہاں انجم مانپوری جیسا فنکار اور ادیب کی رسائی ہو جاتی ہے۔ جو کام انسان جیتے جاگتے اور کھلی آنکھوں سے نہیں کر پاتے اور جو باتیں انسان کے تحت الشعور میں دب کر رہ جاتی ہیں،اس کام کی تکمیل انجم صاحب اپنے خوابوں

اور خیالوں میں کر لیتے ہیں۔انشائیہ: مرنے کے بعد "میں انجم مانپوری نے اپنے مرجانے کے بعد دوستوں اور رشتہ داروں کے ردعمل کو خواب کے پس منظر "میں دکھانے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ انشائیہ جب 1952ء میں رسالہ "خاور "ڈھاکہ میں شائع ہوا تو اس کی کافی پذیرائی ہوئی۔ان کی وفات کے بعد ان کے عزیز نے اسی نام سے ایک مجموعہ شائع کرایا۔اس میں پانچ انشائیے شامل ہیں۔ناخواندہ مہمان"،"مرنے کے بعد"،"انٹرویو"،" جھوٹ کا انتباہ"اور"اسٹیشن کی سیر "۔انجم مانپوری اپنے انشائیہ "مرنے کے بعد "کے متعلق فرماتے ہیں۔یہ خواب گرچہ ان پریشان کن خیالات کا نتیجہ تھا جو کل قبرستان کے عبرتناک منظر کا گہرا اثر لے کر آیا تھا اور جس نے "نصف شب تک موت کے تصور میں مبتلا رکھا اور اسی تخیل میں نیند آ گئی تھی"۔ یہ حقیقت ہے کہ عام آدمی یہ سوچتا ہے کہ فلاں شخص اس سے بہت محبت کرتا ہے مگر معاملہ اس کے برعکس نکلتا ہے۔یہ بھی ایک عام بات ہے کہ لوگ قبرستان میں جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں تو وہاں دنیاوی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ہنسی مذاق اور لغویات کرنا عام بات ہے۔ حالاں کہ یہ جائے عبرت ہے،موت کی یاد آنے چاہئے مگر ایسا نہیں ہوتا ہے۔الغرض یہ انشائیہ موت اور زندگی کی حقیقت، جنت کے ٹھیکہ دار، عمامہ باندھے لوگ اور موت کے بعد کی دنیا سے بے خبر لوگوں پر ایک گہرا طنز ہے۔مانپوری سماج کی اصلاح چاہتے ہیں۔طنز ایک ایسا ہتھیار ہے جس کا وار لوگ ہنستے ہنستے سہہ لیتے ہیں۔قاری تھوڑی دیر کے لئے ہنستا ضرور ہے مگر وہ اپنے عیب سے چشم پوشی نہیں کر پاتا اور اسے دور کرنے کی خاموش کوشش ضرور کرتا ہے۔مزاح کا ردعمل نہیں کے برابر ہوتا ہے۔بعد میں ہی سہی قاری اپنے اندر غوطہ زن ہو کر اپنے عیب کا تجزیہ کرتا ہے۔اس انشائیہ کی ایک نمایاں خوبی انداز بیان بھی ہے۔

☆☆☆☆